قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام منیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور

الفضل

ایڈیٹر صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب!

جلد ۲ | مورخہ ۲۳۔ اگست ۱۹۱۴ء مطابق ۲۹۔ رمضان المبارک ۱۳۳۲ھ | نمبر ۲۹

مدینۃ المسیح

حضرت صاحبزادہ عالیمقام کی طبیعت جمعہ کے روز نسبتاً زیادہ ناساز تھی۔ مگر جمعہ حضور نے خود ہی پڑھا۔ خطبہ میں موجودہ جنگ کا ذکر کرکے گورنمنٹ کے ساتھ عہد وفاداری نباہنے اور حضرت مسیح موعود کی تعلیم پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی۔

۲۔ صاحبزادہ میرزا شریف احمد صاحب جمعہ کے روز بخیر و عافیت کشمیر سے واپس دارالامان میں تشریف لائے۔ بھائی عبدالرحیم صاحب بھی آ گئے۔

۳۔ جمعہ کے روز ½ ۲ بجے کے قریب سورج گرہن ہوا۔ نماز کسوف نہیں پڑھی گئی۔ استغفار و صدقہ کے ارشاد کی تعمیل ہوئی۔

۴۔ ایک قرآن مجید ختم ہونے کے بعد میر روشن علی صاحب نے مسجد اقصیٰ میں دوسرا ختم کیا۔ ایک رات آٹھ پارے سنائے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ حافظ جمال احمد فیروز پور سے قرآن سنا کر واپس آ گئے۔

۵۔ بعض احباب نے ایک ہفتہ یا تین روز کے لئے بھی اعتکاف کیا۔ تاکہ ثواب مل جائے۔ (مسنون اعتکاف دس روز ہے)

۶۔ مہمانوں میں سے آج برادر وزیر محمد صاحب سابق سیکرٹری انصار اللہ۔ برادر خدا بخش صاحب۔ برادر محمد انور صاحب لاہور سے تشریف لائے۔

تازہ خبریں

اب تک ۱۱۰ جرمن اور آسٹریا کے جہاز گرفتار ہو چکے ہیں۔

بلجیم والوں نے مقام ایشربیک میں ایک جرمن ہوائی جہاز کو نیچے گرا دیا ہے۔

لنڈن ۱۹۔ اگست۔ ساحل طلا (مغربی افریقہ) کی سپاہ نے جرمن سپاہ کو شکست دیکر کئی آدمی اور موٹر مین گرفتار کر لی ہیں۔

جاپانی وزیر اعظم نے دوبارہ اعلان کیا ہے۔ کہ جاپان کی جنگی کارروائیاں جاپان کے جائز اغراض کی حفاظت سے زیادہ وسعت پذیر نہ ہوں گی۔

لنڈن ۱۸۔ اگست۔ روسیوں نے نہایت کامیابی کے ساتھ جرمن کے علاقہ کے پانچ مقامات پر قبضہ کر لیا ہے اور صدہا جرمن قیدی ان کے ہاتھ آئے ہیں۔ بوسنیا اور ہرزیگووینا کی آبادی بغاوت کی صورت اختیار کر رہی ہے۔

لنڈن ۱۸۔ اگست۔ بلجیم گورنمنٹ ذخیرہ برسلز سے منتقل ہو کر اینٹورپ میں چلی گئی ہے جو برسلز سے شمال کی طرف ہے۔

متواتر شکستیں کھانے کے باوجود معلوم ہوتا ہے کہ جرمن اپنی سپاہ کو بتعداد کثیر لیج کے شمال اور جنوب کی طرف بھیج رہے ہیں۔

ٹرکی نے پھر انگلستان کو اپنی غیر جانبداری کا اطمینان دلایا ہے۔

بلجیم میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ برسلز پر دشمن کے تمام حملے پسپا کر دیئے گئے۔ شمالی بلجیم میں جرمنوں کی نقل و حرکت کی خبر بے بنیاد معلوم ہوتی ہے۔

لنڈن ۱۹۔ اگست۔ برطانیہ کے گشت لگانے والے بحری دستوں اور جرمنی کے گشت لگانیوالے گروہوں میں متفرق طور پر جنگ ہوتی رہی ہے۔ برٹش حکام دشمنوں کی ان تمام کبوتروں کو جو انگلستان میں ہیں تلف کر رہے ہیں۔

(باہتمام منشی غلام رسول صاحب بمطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باجازت حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پرنٹر و پبلشر میر محمد اسحاق صاحب کے باہتمام شائع ہوا)

عالمگیر جنگ اور اُس کے بعض دلچسپ حالات

یورپ کی آٹھ طاقتوں کی باہمی جنگ جس نے اسوقت کل دنیا کو تماشا گاہ بنایا ہوا ہے۔ اور قریباً کل دنیا پر اس کا اثر بالواسطہ یا بلاواسطہ پڑ رہا ہے۔ اسکے متعلق بعض حالات جو ریوٹر کی تاروں کے ذریعہ نہیں پہنچتے۔ یورپ کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوتے ہیں۔ جو ناظرین کی دلچسپی کے لئے ذیل میں دیئے جاتے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ انشاء اللہ آئندہ بھی جب کبھی ایسے حالات معلوم ہونگے۔ ہدیہ ناظرین کئے جاویں گے۔

شہنشاہ جرمن کا بھائی بطور سفیر

تازہ ڈاک ولائیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب آسٹریا نے سرویا کو الٹی میٹم دیدیا۔ اور حکومت روس نے اپنی اس فوج کو جو آسٹرین سرحد پر جمع تھی۔ تیار رہنے کا حکم دیدیا۔ تو جرمنی نے روس کے علیحدہ رہنے کے لئے بہت زور مارا۔ اور جب معمولی سفارتی کوششوں سے کام نہ بنا۔ تو شہنشاہ جرمن نے اپنے بھائی شہزادہ ہنری کو سینٹ پیٹرز برگ ایک خفیہ پیغام دیکر بھیجا۔ جسکا مآل گو باقاعدہ طور پر ظاہر نہیں کیا گیا۔ لیکن واقعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ ایک آخری کوشش تھی۔ جو جرمنی نے روس کو جنگ سے باز رکھنے کے لئے کی۔ لیکن اس میں کامیابی نہ ہو سکی۔

آسٹرین جاسوس بلغراد میں

آجکل کی جنگوں میں جاسوسوں سے بہت کام نکالا جاتا ہے چنانچہ موجودہ جنگ میں بھی بعض آسٹرین جاسوس پکڑے گئے ہیں۔ جو سرویہ کے پایۂ تخت بلغراد میں ایک ہوٹل میں بطور مسافر کے رہتے تھے۔ مگر دراصل ان کا کام آسٹریا کے توپخانہ کے افسروں کو اشارات سے سرویہ فوج کا مقام اور پتہ بتانا تھا جسے معلوم کر کے وہ اپنی توپوں کا رخ اسی طرف کر دیتے۔

شہنشاہ آسٹریا کا اعلان

جنگ شروع ہونے پر آسٹریا نے ایک اعلان اپنی فوج کے نام شائع کیا تھا جسکی مفصل کیفیت تازہ ڈاک سے معلوم ہوتی ہے۔ شہنشاہ لکھتے ہیں:۔ "اپنی رعایا کی طرف کہ میری بڑی خواہش تھی۔ کہ میں اپنی عمر کے آخری سال جو خداتعالےٰ کے فضل سے باقی ہیں۔ امن کے کاموں اور اپنی قوم کو جنگ کے نقصانات اور قربانیوں سے بچانے میں خرچ کروں۔ مگر خداتعالےٰ نے اپنی بے انتہا حکمتوں کے ماتحت اور ہی فیصلہ صادر فرمایا ہے۔

ایک کینہ ور دشمن کی خفیہ سازشوں نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں اپنی شہنشاہی کی عزت کے بچانے اور ایک طاقتور حکومت ہونے کے لحاظ سے اسکے وقار اور رتبہ کو سلامت رکھنے اور اسکے مقبوضات کو محفوظ رکھنے کے لئے امن کے طویل عرصہ کے بعد تلوار کا قبضہ پکڑوں۔ حکومت سرویہ نے جو کہ اپنی ابتدائی حالت سے جبکہ وہ صرف ایک ریاست تھی۔ اس وقت تک میرے آباؤ اجداد کے ممنون احسان رہی ہے۔ نہائت زود فراموشی سے کام لیا ہے۔ اور ہمارے احسانات کو بھلا کر کئی سالوں سے آسٹریا ہنگری کے خلاف کھلے بندوں کارروائی کر رہی ہے۔ جب قریباً تین سال تک بوسنیا اور ہرزی گووینا میں نہائت مفید اور بار آور کوششوں کے قیام امن کے بعد میں نے اپنے شاہی اختیارات کو ان علاقوں تک وسعت دی۔ تو میرے اس فیصلہ نے سرویا میں جسکے فوائد کو کوئی نقصان نہ پہنچتا تھا ایک غیر معمولی جوش جو ہر ایک حد بندی سے آزاد تھا۔ پیدا کر دیا۔ میری حکومت نے ان اختیارات سے فائدہ اٹھا کر جو ایک زیادہ طاقتور حکومت کو ہوتے ہیں۔ اور بڑے غور کے بعد ایک نہائت نرم پیرایہ میں سرویا سے درخواست کی کہ وہ اپنی فوج کو زمانۂ امن کی فوج سے زیادہ نہ بڑھائے۔ اور آئندہ میری حکومت سے دوستی اور امن کے تعلقات کو برابر جاری رکھے۔ انہی اعتدال کے خیالات سے متاثر ہو کر میری حکومت نے اسوقت جبکہ سرویا ترکی حکومت سے لڑ رہا تھا۔ اور جسے ابھی صرف ۲ سال کا عرصہ گزرا۔ صرف اپنی حکومت میں امن قائم رکھنے پر اکتفا کی۔ اور میری گورنمنٹ کا یہ رویہ ہی تھا جس نے زیادہ سرویہ کو اس جنگ میں اپنے مطالب کے حصول کا موقعہ دیا (مطلب کہ ہمارے اکسانے اور مدد دینے سے ہی اس نے یہ جنگ کی۔ اور کامیاب ہوئی پھر اگر اب سرویا اپنی اسباق کو دہرانے لگی ہے۔ اور اس دفعہ اس کا تختۂ مشق آسٹریا ہے۔ تو آسٹریا کیوں گھبراتا ہے؟)

یہ امید کہ سرویا کی گورنمنٹ میری گورنمنٹ کی اعتدال پسندی اور امن طلبی سے فائدہ اٹھا کر اپنے وعدوں پر قائم رہیگی۔ پوری نہیں ہوئی اسکی نفرت کا پارہ میرے اور میرے خاندان کے خلاف چڑھتا ہی گیا ہے اور آسٹریا ہنگری کے بعض حصص جو اس سے کسی طرح جدا نہیں کئے جا سکتے۔ چھیننے کے لئے اس کی کوششیں بجائے پوشیدگی کے اب ظاہر طور سے شروع ہو گئی ہیں۔ جنوبی مغربی علاقہ میں میری حکومت کی بنیادوں کو ہلانے اور میری اس رعایا کو جسپر اپنی بے پدرانہ محبت کی وجہ سے میں ہر طرح اعتبار کرتا تھا۔ شاہی خاندان اور حکومت کی وفاداری کے خیالات سے پھیرنے اور نوجوانوں کو راہ ہدایت سے ہٹانے اور دیوانگی اور خطرناک بغاوت کے کاموں کا جوش دلانے کی مجرمانہ کوششیں حد میری سرحد پر بھی شروع کر دیگئیں۔ تاآنکہ حملوں کا سلسلہ اور ایک باضابطہ بخوبی تیار کردہ اور عمدگی سے عمل آنیوالی سازش جسکی بااثر کامیابی نے میرے اور میری وفادار رعایا کے دل کو زخمی کر دیا۔ ان خفیہ تدابیر کی خونی زنجیر کا پتہ دیتا ہے۔ جو سرویہ میں کیجاتی ہیں۔ ان خطرناک کارروائیوں کو کسی طرح روکنا چاہیئے۔ اور سرویہ کی لگاتار چھیڑ خانیوں کو ختم کرنا چاہیئے۔ میری حکومت کی عزت اور استقلال بہر حال ہر صدمہ سے محفوظ رہنا چاہیئے۔ اور اسکی سیاسی اقتصادی اور قومی ترقیات کو ان پے در پے صدمات سے بچانا چاہیئے میری حکومت نے سرویا کو سمجھانے اور ان باتوں سے روکنے کی ایک آخری باامن کوشش کی۔ لیکن اسمیں کامیابی نہ ہوئی۔ سرویا نے میری حکومت کے منصفانہ اور معتدل مطالبات کو رد کر دیا ہے۔ اور ان واجبات کو پورا کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ جنکا پورا کرنا کسی حکومت یا رعایا کی زندگی میں بنیاد امن کا قدرتی اور ضروری پتھر ہے۔ بس لئے اب مجھو ہتھیاروں کی طاقت کے زور سے ان لابدی ضروریات کو پورا کرنا چاہیئے کہ جن سے میری حکومت کی اندرونی اور بیرونی امن کی حفاظت ہو سکتی ہے۔ اس سنجیدہ وقت میں میں اپنے ارادہ کی اہمیت اور خدا تعالیٰ کے حضور میں اپنی ذمہ داری کی وسعت سے بخوبی واقف ہوں۔ میں نے ہر ایک بات میں امعان اور تفکر سے کام لیا ہے اور ایک صاف ضمیر کے ساتھ میں اس راستہ پر قدم مارتا ہوں جسپر قدم مارنا میرا فرض مجھے اشارہ کرتا ہے میں اپنی رعایا پر جو ہر ایک طوفان کے وقت میرے تخت کے اردگرد متحدانہ اور وفادارانہ طور سے جمع ہوتی رہی ہے۔ اور جو ہمیشہ اپنے پدری ملک کی طاقت عظمت اور عزت کے لئے ہر ایک قربانی کرنیکے لئے مستعد رہی ہے۔ اعتبار کرتا ہوں میں آسٹریا ہنگری کی بہادر اور جاں نثار فوج پر اعتبار کرتا ہوں۔ اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ کہ وہ میری فوج کو کامیابی عطا فرمائے گا" جرمنی پر جنگ کا اثر

جرمنی کی نسبت خبر ہے۔ کہ جنگ کے اعلان سے بھی پہلے صرف اس کے امکان کی امید کا ہی یہ اثر پڑا کہ بہت سے دیوالے نکل گئے۔ اور کئی سوداگروں نے خودکشیاں کر لیں۔

فرانس میں روپیہ کا توڑ۔ فرنچ کے ایک جنگ نے ایک اخبار کے نامہ نگار سے ذکر کیا۔ کہ فرانس جنگ شروع ہونے سے پہلے ہی جنگ کی حالت میں ہے۔ کیونکہ اسوقت ملک میں سونے چاندی کا سخت توڑ ہے۔ ٹائمز آف لنڈن کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ سونے کی کمی قریباً قحط کی حالت کو پہنچی ہوئی ہے۔ بڑی دکانوں پر تو کاروبار تقریباً بند ہی کیونکہ نقدی موجود نہیں۔ بہت سے قہوہ خانوں کے باہر نوٹس لگ گئے ہیں۔ کہ قیمتی نوٹ یہاں نہیں تڑوائے جا سکتے یعنی کہ پچاس فرنک (قریباً تیس روپیہ) کے نوٹ کا کاغذ بھی نہیں مل سکتا [illegible]

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح و مہدی معہود صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف کے نوٹ

مفصلہ ان میں پہلی ہوئی ہے

پارہ تیسواں ۳۰ - سورۃ النزعت

بقیہ رکوع پہلا

(مورخہ ۲ - جون ۱۹۱۴ء)

ایک بزرگ کی نسبت لکھا ہے کہ اُس کے محلہ کے لوگ اس کو ستایا کرتے تھے۔ ایک دن اس نے تنگ آکر ان کے حق میں بددعا کی۔ اب تک وہ محلہ بدکاروں کا چلا آتا ہے۔ اور کوئی اس میں نیک نہیں ہوتا۔ ایک اور بزرگ کی نسبت لکھا ہے کہ اس کے مکان کے قریب ایک امیر کا مکان تھا۔ جو کہ شراب پی کر تمام رات شور مچاتا رہتا تھا جس سے ان کی عبادت میں خلل واقعہ ہوتا تھا۔ ایک دن وہ تنگ ہو کر اس کے مکان پر گئے۔ اور کہا کہ ہمیں تمہاری یہ عادت پسند نہیں۔ کیونکہ اس سے ہماری عبادت میں ہرج ہوتا ہے اس نے کہا کہ کیا یہ تمہارا مکان ہے؟ انہوں نے کہا نہیں تو اس نے کہا کہ جب آپکے مکان پر میرا دخل نہیں۔ تو تم کو بھی میرے مکان پر کوئی دخل نہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ میرا مکان پر تو دخل نہیں۔ لیکن میں تمہیں کہتا ہوں کہ اس طرز کو چھوڑ دو۔ اس نے کہا میں تو نہیں چھوڑ سکتا۔ انھوں نے کہا کہ پھر ہم کو توال کو کہیں گے۔ اس نے کہا کہ کوتوال ہمارا دوست ہے۔ انھوں نے کہا کہ اچھا ہم جنگ کرینگے وہ کہنے لگا۔ کہ ہمارے پاس فوج ہے۔ ملازم ہیں۔ تم کس طرح مقابلہ کرسکتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ فوج سے جنگ نہیں بلکہ رات کی دعاؤں کے تیروں سے۔ یہ سنکر اس پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے توبہ کرلی۔

جن لوگوں کے تعلق خدا تعالیٰ سے اچھے ہوتے ہیں وہ کبھی دنیا میں کسی سے دُکھ نہیں پا سکتے۔ اور ان کے مقابلہ میں شریر لوگ کبھی سکھ نہیں حاصل کرسکتے وہ کتنی ہی پوشیدہ در پوشیدہ شرارتیں کریں۔ لیکن ضرور انہیں اسکا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے زانی بہت پوشیدہ اور لوگوں سے چھپ کر زنا کرتا ہے۔ لیکن جب بیمار ہوتا ہے۔ تو طبیبوں کے سامنے اس کو آنا پڑتا ہے۔ چور چوری کرتا ہے۔ لیکن کبھی کوئی چور دو تین دن مخفی اور مغرور نہیں ہوتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم و مغفور ایک واقعہ سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک عورت کے کڑے ایک آدمی چرا کے لے گیا۔ اور اس کو آدمی کا پتہ لگ گیا۔ تھوڑے دنوں بعد جب وہ اسی محلہ میں آیا تو اس عورت نے اس کو پہچان کر کہا کہ بات تو سنو۔ وہ پکڑے جانے کے خوف سے بھاگا۔ لیکن اس نے کہا کہ میں تمہیں پکڑواتی نہیں میری بات سنو۔ جب وہ قریب آیا۔ تو اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کے کڑے اس کو دکھا کر کہا کہ دیکھ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے پہلے کڑوں سے زیادہ موٹے دے دیئے ہیں۔

نہیں آسکتی تو خدا کس طرح ا... داخل ہو جاتے ہیں۔ اور ا... گوں نے اسی طرح کہا

لیکن قرآن نے وہ عقدہ نہیں ہوگیا اور منطق کا مغلس ہی ہے۔

غرضیکہ دنیا میں ایک وسیع مقابلہ جاری ہے اور ہر ایک شخص دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن مبارک ہے وہ جو نیکی میں ترقی کرنے کے لئے مقابلہ کرتا ہے نہ کہ بدی میں۔

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۝ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۝ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم قسم کھاتے ہیں ان روحوں کی جو کھینچنے میں غرق ہو کر۔ یعنی جب کوئی کام کرنے لگتی ہیں تو انکی توجہ ایک ہی طرف رہتی ہے۔ اِدھر اُدھر متوجہ نہیں ہوتی پھر ان کی جو اس درجہ سے ترقی کر کے اس کام میں خوشی محسوس کرنے لگتی ہے۔ پھر ان کی جو اس کام میں تیرنے لگتی ہے۔ یعنی انہیں اس کام میں کمال سہولت معلوم ہونے لگتی ہے۔ پھر ان کی جو اس سے بھی ترقی کرتی ہیں۔ اور صرف اپنی ذات میں کمال پیدا نہیں کرتیں بلکہ دوسروں کا مقابلہ بھی شروع کر دیتی ہیں اور دوسروں سے بڑھنے کی کوشش کرتی ہیں پھر ان کی جو انتظام کی درستی کے لئے تدبیریں کرتی ہیں۔ یعنی ایسی ترقی کر لیتی ہیں کہ وہ صرف دوسروں سے آگے نکل جاتی ہیں بلکہ ضعیفوں کو آگے بڑھانے کی بھی کوششیں شروع کر دیتی ہیں۔ اور تدبیر امر کرنے لگتی ہیں۔

ان آیات میں انسان کی ترقی کے اسباب بتائے ہیں کہ جو شخص ترقی کرنا چاہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ مراحل مذکورہ کو طے کرے۔ یعنی پہلے تو ایک کام میں کامل طور پر متوجہ ہو جائے۔ پھر رفتہ رفتہ اس میں خوشی محسوس کرنے لگے۔ پھر اس پر وہ کام آسان ہو جائے پھر دوسروں کا مقابلہ کرے اور آگے بڑھے اور پھر اپنے ساتھ دوسروں کو آگے بڑھانے کی بھی کوشش کرے۔

کل پیشوں اور کاموں کو دیکھ لو۔ ان میں ترقی کرنے کے یہی راستے ہیں۔ پہلے جب انسان ایک کام کو شروع کرتا ہے تو نہ جاننے کی وجہ سے اس سے دل گھبراتا ہے اور طبیعت اس سے اکتاتی ہے۔ پھر رفتہ رفتہ جب پورے طور پر اس میں مشغول ہو جاتا ہے۔ تو اس میں لذت آنی شروع ہو جاتی ہے اور جب لذت آنے لگتی ہے تو اور محنت کرتا ہے اور اس کام کی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ اور پھر وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ اپنے ہمسروں کا مقابلہ کرنے لگ جائے۔ اس مقابلہ میں جب کامیاب ہو جاتا ہے۔ تو پھر معلم ہو جاتا ہے اور اس کے ہاتھ میں حکومت آجاتی ہے اور دوسروں کے انتظام اس کی کوشش سے پورے ہوتے ہیں۔ اور ان کو اپنے کام میں ایسی مشق ہو جاتی ہے کہ جس کام کو وہ منٹوں میں کر لیتے ہیں دوسرے۔ اسے دنوں بلکہ سالوں میں بھی نہیں کرسکتے۔ کل پیشوں کا بھی یہی حال ہے۔ ایک نا تجربہ کار بڑھئی جتنی دیر میں ایک چیز بناتا ہے ایک تجربہ کار بڑھئی اتنی دیر میں ویسی کئی چیزیں بنا لیتا ہے۔ یہی حال دین کا ہے۔

جس درجہ کو بسستدی سالہا سال میں طے کرتا ہے۔ ایک گر خدا تعالیٰ نے اپنی بے انتہا حکمتوں کے ماتحت لوہی فیصلہ صادر فرمایا ہے ۔ کے خیالات سے ...

لیتا ہے۔ اور یہ اس محنت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جو وہ پہلے کرتا ہے ایک کینہ ور دشمن کی خفیہ سازشوں سے ...

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝

اللہ تعالیٰ نے فرائض شہنشاہی کی عزت کے یہی ہی دو دو کیا بلکہ ہے ایسی تولیبی سیٹ کر ساتھ لیجاتے ہیں۔ کاموں کی تدبیریں ان کے سپرد ہیں۔ یہ تمام واقعات گواہی دیتے ہیں کہ انسان میں ترقی کا مادہ رکھا گیا ہے۔ کوئی دن۔ کوئی گھڑی۔ کوئی آن ایسی نہیں گذرتی۔ جس میں انسان کی ترقی بند ہو جاتی ہو۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ مرنے کے بعد بھی ترقی کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ شروع رہتا ہے۔ اور ترقی کا شروع رہنا اسبات کا ثبوت ہے کہ ضرور کسی دن اس کا محاسبہ بھی ہوگا ۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۝ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۝

ایک دن ایسا زمین پر آئے گا کہ کانپ جائے گی۔ پھر دوبارہ کانپے گی۔ کتنے ہی دل اس دن دھڑکنے لگینگے آنکھیں ان کی نیچی ہو نگی۔ اس دن یہ لوگ سے کہیں گے۔ کہ کیا ہم اسی رستہ پر لوٹائے جائینگے۔ یعنی مرنے کے بعد زندہ اٹھائے جائینگے۔

حافرۃ۔ ابتداء امر کسی شے کے اول کو کہتے ہیں۔ اور اس لئے عرب کہتے ہیں۔

رجع فلاں علیٰ حافرتہ۔ یعنی جس طرف سے آیا تھا۔ اسی طرف لوٹ گیا۔ کفار بھی کہتے ہیں کیا ہم بھی پھر ابتدائی حالت کی طرف لوٹائے جائیں گے ۔

ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۝ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝

قیامت کے منکروں کا زیادہ سے زیادہ یہی اعتراض ہوتا ہے کہ کیا جب ہماری ہڈیاں گل سڑ جائیں گی۔ اور ہم مٹی ہو جائینگے تو ہم کو پھر زندہ کر لیا جائے گا منکرین قیامت کہتے ہیں۔ کہ اگر ایسا ہوا تو یہ تو بڑے ٹوٹے کا لوٹنا ہوگا ۔

فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝

سوائے اس کے نہیں کہ وہ ایک ڈانٹ ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے۔ پس ناگہاں وہ میدان میں اکٹھے کئے جاوینگے ۔

ساھرۃ۔ میدان اور جنگل کو کہتے ہیں۔ کیونکہ جنگل میں جاگنا پڑتا ہے ۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰى اَنْ تَزَكّٰى ۝ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۝ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۝ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۝ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ۝ فَحَشَرَ فَنَادٰى ۝ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۝

اللہ تعالیٰ قیامت کے ثبوت میں ایک اور دلیل بیان فرماتا ہے۔ پہلی تو یہ دلیل تھی۔ کہ ترقی کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوتا اور مرتے دم تک قائم رہتا ہے۔ تو ضروری ہے کہ اس ترقی کا کوئی نتیجہ بھی نکلے۔ اور اس مقابلہ کے بعد کوئی انعام بھی ملے۔ پس اس کے بدلے کے لئے قیامت کا دن ہے دوسری دلیل یہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ کیا تمہیں کچھ معلوم ہے موسیٰ کی بات جبکہ اس کے رب نے اس کو پکارا مقدس میدان میں جس کا نام طویٰ ہے اور فرمایا کہ جاؤ فرعون کی طرف۔ کیونکہ اس نے بہت سرکشی کی ہے۔ اسے کہو کہ کیا تمہیں پاک ہونے کی کچھ رغبت ہے۔ اور کہو کہ میں تیرے رب کی طرف تجھے ہدایت دیتا ہوں تاکہ تو ڈرے

پس موسیٰ نے اسے بہت بڑی نشانی دکھلائی۔ لیکن اس نے جھٹلایا اور منہ پھیر لیا اور مخالفت میں کوشش کرنے لگا۔ پس لوگوں کو اکٹھا کیا اور پکارا کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔ یعنی موسیٰ کا یہ کہنا کہ کوئی اور رب ہے۔ جو مرنے کے بعد اٹھائیگا اور سزا دیگا۔ غلط ہے۔ تمہارا رب تو میں ہوں ۔

لوگوں کو جمع کر کے اگر بادشاہ کہے کہ میں تمہارا خدا ہوں تو ان کا اس کہدینا کوئی بڑی بات نہیں۔ پہلے زمانہ میں تو چھوٹے چھوٹے نواب اپنی مجلسوں میں کہتے کہ کیا کوئی ہے جو ہم سے بڑا ہو تو درباری کہدیتے کہ حضور کوئی نہیں۔ آپ ہی ہیں۔ اسی طرح فرعون کو لوگوں نے کہدیا ہوگا ۔

فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ۝

پس اللہ تعالیٰ نے اسے آخرت کے عذاب اور اس دنیا کے عذاب میں گرفتار کیا ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فرعون نے ہمارے نبی کا انکار کیا۔ اس لئے ہم نے اس کو اس دنیا میں ہی تباہ کر دیا یہ عذاب ثبوت ہے کہ آئندہ بھی عذاب ہوگا۔ یہ دوسری دلیل ہے۔ قیامت کے ثبوت کی ۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝ع

اس میں اس انسان کے لئے جو دل میں خشیت رکھے۔ بہت بڑی نصیحت ہے ۔

رکوع دوم

مورخہ ۳۔ جون ۱۹۱۴ء

ہمیشہ مذاہب میں جب کبھی غلطی پیدا ہوتی ہے تو اس کی بڑی وجہ یہی ہوتی رہی ہے کہ انسان اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے کاموں کو قیاس کرتے ہیں کہ ہم جو ایسا نہیں کرسکتے

تو خدا بھی ایسا نہیں کر سکتا۔ کل مذاہب کو دیکھو۔ یہی غلطی ان میں پھیلی ہوئی ہے میں نے غور کیا ہے کہ جس قدر دوسرے مذاہب میں غلطیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ وہ قرآن شریف کے اس چھوٹے سے جملے کے ماتحت ہیں کہ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ۔ اسلام کے سوا کسی مذہب کی بات کو اس آیت پر رکھ کر دیکھ لو۔ اسکی یہی وجہ ہوگی۔ آریہ۔ عیسائی۔ یہودی۔ زرتشتی سب کو یہی دھوکا لگا ہے۔ جب ان میں قیاسی باتیں پیدا ہوگئیں تو الٰہی تعلیمیں مٹ گئیں۔ یہ تو ایک لطیفہ ہی مگر معلوم ہوتا ہے کہ لطیفہ بنانے والے نے فطرت انسانی پر غور کرنے کے بعد بنایا ہے۔ کہتے ہیں ایک زمیندار نے دوسرے زمیندار سے پوچھا کہ ملکہ کیا کھاتی ہوگی۔ تو اس نے کہا کہ ملکہ نے اور کیا کھانا ہے۔ اس کے کمروں میں گڑ کی روڑیاں رکھی ہوئی ہوں گی۔ جس کسی کمرے میں جاتی ہوگی گڑ کھا لیتی ہوگی۔ اس سے زیادہ اور کیا چیز ہو سکتی ہے۔ جو ملکہ کھاتی ہو۔ تو اس زمیندار نے اپنے خیالات کے مطابق ملکہ کے کھانے کا وہ اندازہ لگایا جو کہ اصلیت سے بہت دور ہے۔ اسی طرح انسان جب خدا تعالےٰ کا اپنے قیاسات کی رو سے اندازہ لگاتا ہے۔ تو بہت غلطی کھا جاتا ہے۔ مثلاً اگر ایک انسان اندازہ لگائے کہ میں دو من بوجھ اٹھا سکتا ہوں۔ تو خدا چونکہ بڑا قادر ہے اس لئے وہ دو ہزار من یا دو لاکھ من اٹھا سکیگا۔ اس سے زیادہ تو وہ نہیں اٹھا سکتا۔ تو یہ چونکہ اس نے اپنے اوپر قیاس کر کے خدا تعالےٰ کا اندازہ لگایا ہے۔ اسلئے وہ اصلیت سے بہت دور ہے۔ آریوں کو یہی دھوکا لگا ہے وہ کہتے ہیں کہ چونکہ ہم بغیر کسی مادہ کے کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے۔ اسلئے خدا بھی نہیں کر سکتا۔ وہ بھی اسی وقت کوئی چیز پیدا کر سکتا ہے جبکہ روح اور مادہ اس کے پاس ہو۔ اسی طرح نہ معلوم کس وقت کسی انسان کے دل میں جس کی فطرت مسخ ہو چکی ہوگی۔ یہ خیال پیدا ہوا ہوگا کہ میں کسی کا گناہ معاف نہیں کرتا۔ اسلئے خدا تعالےٰ بھی معاف نہیں کر سکتا۔ اسکے بعد آپ ہی غور کرنا شروع کیا کہ پھر کیا علاج ہو تو سوچ کر یہ علاج نکالا کہ بدلہ لے کر چھوڑا جا سکتا ہے۔ بس اس طرح کفارہ کا مسئلہ ایجاد کر لیا۔ غرضیکہ اپنے ذہن سے باتیں گھڑ کر ان پر خدا تعالیٰ کو قیاس کر لینا سخت بیہودگی ہے۔ ہندوؤں کی کتابوں میں ایسی باتیں بہت پائی جاتی ہیں۔ مثلاً پرمیشور سوتا ہے۔ تو لچھمی اس کے پاؤں دباتی ہے۔ لچھمی دولت کی دیوی کو کہتے ہیں۔ ان کی نظروں میں چونکہ دولت ہی سب سے بڑی چیز ہے۔ اسلئے انہوں نے خیال کر لیا کہ وہ خدا کے پاؤں دباتی ہے۔ پھر پرمیشور رتھوں میں بیٹھ کر جنتوں کی سیر کرتا ہے ان کے زمانہ میں چونکہ رتھیں ہی سواری کا اعلےٰ ذریعہ تھیں۔ اس لئے یہی خدا سے منسوب کر دیں۔ اگر اس زمانہ میں ریل ہوتی تو یہی کہتے کہ پرمیشور ریل پر سوار ہو کر جنتوں کی سیر کرتا ہے یہ سب لوگوں کے قیاسی ڈھکوسلوں کا نتیجہ ہے۔ اور اسی وجہ سے تمام مذاہب باطل اور تباہ ہوئے ہیں۔ کیونکہ جب کبھی انہوں نے کوئی عجیب بات سنی (تو چونکہ وہ نبی کا زمانہ نہیں ہوتا جو کہ شواہد پیش کرے) اس لئے وہ قیاس کر لیتے ہیں کہ یہ بات ہم نہیں کر سکتے اور ہماری عقلوں میں نہیں آسکتی تو خدا کس طرح کر سکتا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ یہی قیاسات مذہب میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور اصل مذہب کو خراب کر دیتے ہیں۔ قیامت کے متعلق بھی لوگوں نے اسی طرح کہا ہے کہ جب ہم مردے کو زندہ نہیں کر سکتے اور نہ کبھی مردہ زندہ ہوتا سنا ہے۔ تو پھر خدا کس طرح مُردوں کو زندہ کر لیگا۔ گو وہ قادر ہے لیکن جب مردہ گل سڑ جائے گا۔ اور اس کی ہڈیاں خاک میں مل جائینگی۔ تب کس طرح زندہ کر سکیگا۔ ایسے لوگ اپنے اوپر قیاس کر کے خدا تعالیٰ کی قدرت سے بھی انکار کر دیتے ہیں۔

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰهَا ۝

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو فرماتا ہے کہ تم اپنی ہستی تو دیکھو (جس طرح ہمارے ہاں کہا کرتے ہیں کہ اپنا مونہہ تو شیشے میں دیکھو) تمہاری ہستی ہی کیا ہے۔ تم تو خدا کی مخلوقات میں سے بہت ہی ادنےٰ درجہ کی مخلوق ہو۔ تم ہو ہی کیا چیز کہ اللہ کو اپنے قیاسات میں لا سکو۔ بہت سی ایسی ایسی عظیم الشان ہستیاں اور مخلوق ہے کہ تم انکے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ تو پھر تم کیوں بڑھ بڑھ کر باتیں بناتے ہو کہ چونکہ ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ اس لئے خدا بھی نہیں کر سکتا۔ کیا تم زیادہ پیدائش میں سخت ہو یا وہ عظیم الشان بلندی جو تم اوپر دیکھتے ہو (۱

میں نے بچپن میں یہ اعتراض آریوں کا سنا کہ خدا خود کچھ نہیں پیدا کر سکتا۔ وہ روح اور مادہ کا کسی چیز کے پیدا کرنے کے لئے محتاج ہے۔ میری یہ عادت تھی کہ ایسے مسائل کو لے کر جو عقل کے محال ہوتے۔ میں غور کیا کرتا تھا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ میں ایک دفعہ رات کے وقت دیوار سے ٹیک لگائے ستاروں پر غور کر رہا تھا۔ میں نے یہ خیال کرنا شروع کیا کہ ان ستاروں کے اوپر بھی کوئی چیز ہے۔ تو میں نے خیال کیا کہ اگر کوئی چیز نہیں تو خلا ناممکن ہے۔ اور اگر کہو کہ کچھ اور بھی ہے۔ تو پھر اس کے بعد کچھ اور بھی ہوگا۔ غرضیکہ اسی طرح سوچتے سوچتے میں نے دیکھا کہ انسان تو اس نظری مسئلہ کو بھی حل نہیں کر سکتا۔ اور اس سوال کے دو ہی جواب ہیں۔ اور دونوں ہی ناممکن ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ انسان کی عقل بہت ہی محدود ہے جب وہ دنیا کی اس کنہ کو نہیں پہنچ سکتا تو اللہ تعالیٰ کی طاقتوں کا اندازہ کیونکر لگا سکتا ہے پس خدا تعالیٰ نے مجھے اس سوال کا یہ جواب سمجھایا کہ دیکھو تم بعض چیزیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بھی انکی اصلیت کو نہیں سمجھ سکتے۔ تو تمہاری کیا طاقت ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے کاموں اور چیزوں کا احاطہ کر سکو۔ جب سامنے کی چیزوں میں سے بہت سی سمجھ میں نہیں آسکتیں تو یہ دعوے کرنا کہ خدا تعالےٰ کے کاموں کو عقل کے ماتحت لانا چاہیئے بالکل بیہودہ ہے۔

رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰهَا ۝

خدا تعالیٰ نے پیدا کیا بلندی اس کی کو اور ٹھیک ٹھاک بنایا اسے۔ اس میں کوئی کجی۔ نقص۔ قصور نہیں۔ بالکل ٹھیک ٹھاک ہے۔

سمک۔ نیچے سے اوپر ناپیں تو اس بلندی کو سمک کہتے ہیں اور اوپر سے نیچے ناپیں تو اسے عمق کہتے ہیں۔

وَأَغْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُحَاهَا ۝

اور پھر اس آسمان کے تغیرات سے رات اور دن بنائے۔

اغطش۔ اظلم۔ یعنی اس کی رات کو تاریک بنایا۔ اور اس کے دن کو نکالا یعنی روشن کیا۔

وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَٰلِكَ دَحَاهَا ۝

اور پھر اس کے ساتھ زمین کو بہت وسیع بنایا۔

دحٰہا۔ (۱) وسیع بنایا (۲) زمین کو درست کیا بچھایا جس طرح کسان جب فصل کاٹ لیتا ہے۔ تو اوپر کی مٹی کو نیچے اور نچلی کو اوپر کرنے کے لئے زمین میں ہل چلاتا ہے یہی زمین کا بچھانا یا درست کرنا ہوتا ہے۔

بعد ذٰلک کے معنے ہیں مع ذٰلک۔ جیسے عُتُلٍّ بعد ذٰلک زنیم۔

أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءَهَا وَمَرْعَاهَا ۝

پہلے تو آسمانی کارخانوں کا ذکر کیا اب زمینی انعامات کا ذکر فرمایا۔ کہ زمین کو ہم نے ایسا بنایا ہے کہ اس سے پانی اور کھیتیاں نکالیں

وَالْجِبَالَ أَرْسَاهَا ۝

اور پھر پہاڑوں کو زمین میں اچھی طرح جمایا انسانوں کو پہاڑوں سے بہت بڑے فائدے پہنچتے ہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ انہیں ایسی مضبوط جڑوں والا بنایا ہے۔ ورنہ اگر پہاڑ گرتے تو ملکوں کو تباہ کر دیتے۔

مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ۝

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اس قدر سامان پیدا کرنے کی غرض یہ تھی کہ تمہیں نفع پہنچا اور صرف تمہیں ہی نہیں بلکہ تمہارے جانوروں کے فائدوں کے لئے بھی سامان پیدا کئے۔

یہ اللہ تعالیٰ نے حد درجہ کا الزام انسان پر قائم کیا ہے کہ دیکھو ہماری کتنی بڑی طاقت اور ہمارا کہاں کہاں حکم چلتا ہے۔ ہم نے ایسے ایسے عظیم الشان ستارے بنائے کہ جن کے سامنے یہ زمین دانے کے برابر ہے۔ پھر تمام چیزوں کو بنا کر تمہارے لئے ان کو مسخر کر دیا۔ اس کی غرض یہ تھی کہ تمہیں اور تمہارے جانوروں کو نفع ہو۔ پھر اسقدر طاقتور طاقتوں کا اندازہ تم اپنے قیاسوں سے کس طرح کرتے ہو کہ چونکہ ہم کوئی کام بغیر کسی اوزار کے نہیں کر سکتے۔ اسلئے خدا بھی نہیں کر سکتا۔

فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَّةُ الْكُبْرَىٰ ۝

خدا تعالےٰ ایسے لوگوں کی نسبت فرماتا ہے اب تو یہ اپنے قیاسات دوڑاتے ہیں لیکن جس وقت ان پر مصیبت کی گھڑی آئے گی۔ تب انہیں معلوم ہو گا۔

طامۃ۔ ایسی سخت مصیبت جو پہلی تمام مصیبتوں پر غالب آ جائے۔ اور ان کو بھلا دے۔

يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ مَا سَعَىٰ ۝

جس دن کہ انسان یاد کریگا۔ اپنی سعی کو یعنے جو کچھ اچھا یا برا اس نے کیا ہو گا اس کو یاد کرے گا۔

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَن يَرَىٰ ۝

اور بھڑکنے والی آگ اس شخص کے سامنے کر دی جائے گی۔ جس نے اس کو دیکھنا ہے۔ یعنی اس کے سامنے جو اس میں داخل ہو گا

لمن یرٰی کے یہ معنے نہیں کہ ہر ایک شخص اُسے دیکھیگا۔ کیونکہ دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن اس کو نہیں دیکھیگا۔

فَأَمَّا مَن طَغَىٰ ۝ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝

پس وہ جس نے سرکشی کی۔ اور دنیا کی زندگی کو اختیار کر لیا۔ پس دوزخ ہی اس کا ٹھکانا ہے۔

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۝

اور وہ شخص جو اپنے رب کے مقام اور درجہ سے ڈرتا ہے۔ اور اس کے جلال کو دیکھ کر اپنے نفس کو بُری خواہشوں سے روکتا ہے۔ پس ایسے آدمی کے لئے بڑے بڑے انعام ہیں۔ اور اس کا ٹھکانا جنت ہی میں ہو گا۔

ہر ایک انعام حاصل کرنے کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے۔ مفت کوئی انعام بھی کبھی نہیں مل سکتا۔ مومنوں کو خدا تعالیٰ ان کی لگاتار محنتوں کے بدلے بڑے بڑے انعام دیگا۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ۝ فِيمَ أَنتَ مِن ذِكْرَاهَا ۝ إِلَىٰ رَبِّكَ مُنتَهَاهَا ۝

پوچھتے ہیں تجھ سے کہ کب ہو گی وہ گھڑی اور کب ہو گا اس کا وقوع۔ لیکن تجھ کو ان باتوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ خدا تعالیٰ کو ہی اس گھڑی کا علم ہے۔ کہ کب آ ئیگی۔ الیٰ ربک منتہٰہا۔ یہ آیت ہوتے ہوئے بھی نہ معلوم مسلمانوں نے قیامت کی تعیین کس طرح کر دی ہے۔

إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرُ مَن يَخْشَاهَا ۝

اللہ تعالیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے کہ تمہارا کام تو ان کو جو اس سے خائف ہیں ڈرا دینا ہے۔ باقی اس کے ظہور کا وقت تو اللہ تعالےٰ کو علم ہے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ چاہیگا وہ آئے گی۔

كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا ۝

ان جس وقت وہ گھڑی آ جائے گی۔ اور وہ اس کو دیکھیں گے۔ تو انکی ایسی حالت ہو گی کہ وہ کہیں گے۔ کہ ہم تو اس دنیا میں ایک شام یا صبح رہے ہیں۔

جب کوئی بڑی مصیبت آتی ہے تو مدتوں کے آرام و آسایش ایسے معلوم ہوتے ہیں اور یہی معلوم ہوتا ہے کہ بہت تھوڑا عرصہ خوشی نصیب ہوئی ہے۔ اسی طرح کفار سے ہو گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان ۔ دار الامان ۔ ۲۳ اگست ۱۹۱۴ء

مبارک وہ جو آزمائش میں پورا اُترے

دوست آں باشد کہ گیرد دستِ دوست
در پریشاں حالی و درماندگی

زبردست اور طاقتور کا ہر ایک شخص دوست بنتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کا قرب مجھے حاصل ہو۔ لیکن کیا سچے دوست کی یہی علامت ہے۔ کہ ترقی اور اقبال کے وقت ساتھ ساتھ لگا پھرے۔ اور اپنی محبت اور اخلاص کے دعووں سے فضا کو بھر دے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ جو شخص سکھ کے وقت ساتھ دیتا اور مصیبت کے وقت الگ ہو جاتا ہے۔ وہ منافق ہے۔ وہ دشمن ہے۔ کیونکہ اُس کی دوستی سے بجائے فائدہ کے نقصان پہنچتا ہے۔ اور بجائے آرام کے تکلیف پہنچتی ہے۔ کیونکہ ممکن ہے۔ اس کے بھروسے پر وہ دوست بہت سی تیاریوں کو اٹھا رکھے لیکن وقت پر اس کی غداری اُسے بتلائے۔ کہ اس نے اس پر اعتبار کرنے میں غلطی کی۔ پس دوست اور سچا ہمدرد اور غمگسار وہی ہے۔ جو مصیبت کے وقت کام آتا ہے۔ دکھ کے وقت ساتھ دیتا ہے۔ اور اس کے سوا باقی سب جھوٹے ہیں۔ لالچ اور غرض کے لئے تو ہزاروں انسان دوستی کا اظہار کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر آزمائش کے وقت بہت کم خیر خواہ باقی رہ جاتے ہیں۔

اس وقت گورنمنٹ انگریزی ایک عظیم الشان مصیبت میں مبتلا ہے۔ اور ایک خطرناک دشمن سے اس کا مقابلہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ کی بحری طاقت اور وسیع حکومت کے علاوہ جرمن و آسٹریا کے مقابلہ میں جن سے گورنمنٹ برطانیہ کی جنگ شروع ہو گئی ہے فرانس۔ روس۔ بلجیم۔ سرویا اور مانٹینگرو بھی ہیں۔ اور اٹلی کی اخلاقی مدد بھی انہی کے ساتھ ہے۔ لیکن جنگ پھر بھی جنگ ہے اور اپنے ساتھ خطرناک نتائج رکھتی ہے۔ جنگ کا دارومدار اس قدر کثرت و قلت پر نہیں ہوتا جسقدر وحدت اور جوش پر ہوتا ہے۔ جس فوج میں وحدت اور جوش ہوگا۔ وہ تعداد میں سامان میں تیاری میں اپنے سے زیادہ فوج کو بھی شکست دے سکتی ہے بشرطیکہ اس کی مخالف فوج اس وحدت اور جوش سے خالی ہو پس جنگ کے وقت سپاہی صرف گولی اور بارود سے ہی نہیں لڑتا بلکہ اُس کی تلوار کی ضرب اسوقت نہایت ہی سخت پڑتی ہے جس وقت اسے یہ یقین ہو جائے۔ کہ میری کامیابی کی امیدوار ایک وسیع قوم ہے جو نہایت شوق اور امید سے میری فتح کا انتظار کر رہی ہے۔ اور یہ خیال اُس کے دل کو ایسا مضبوط کر دیتا ہے کہ اُس کے مقابلہ کرنے کی کسی کو طاقت نہیں رہتی ہے۔ پس اب جبکہ برطانیہ کا سپاہی برطانیہ کی وسیع حکومت میں بسنے والے افراد سے اُن کی اخلاقی مدد کا طلبگار ہے۔ تو ہر ایک شخص کا فرض ہے۔ کہ وہ اسے اس مدد سے محروم نہ رکھے۔ بلکہ اس پر ثابت کر دے۔ کہ اس سپاہی کی ایک ذرا سی تکلیف کو بھی دنیا کے مختلف ملکوں میں رہنے والی کروڑوں کی آبادی سختی محسوس کرتی ہے۔ یہ خیال جب اُس کے اندر پیدا ہو جائیگا۔ تو اُس کا قدم میدان جنگ میں ایسا مضبوط جمیگا۔ کہ کوئی دشمن اُسے پیچھے نہ ہٹا سکیگا۔ پس چاہیئے کہ وہ لوگ جو سالہا سال سے گورنمنٹ کی وفاداری کا اعلان کرتے رہے ہیں اور گورنمنٹ کی ترقی اور اُس کے سکھ میں شریک ہونے کے طلبگار رہے ہیں۔ اس تکلیف کے وقت میں اپنی صداقت کا ثبوت دیں۔ ورنہ اس بات میں کوئی شک نہ رہیگا۔ کہ ان کے سب دعوے محض نفاق کی بناء پر تھے۔

ہم تمام ہندوستانیوں کو عموماً اور کل احمدی جماعت کو خصوصاً ہوشیار کرتے ہیں۔ کہ ان کے دعووں کی آزمائش کا وقت آگیا ہے۔ اور یہی وقت ہے۔ جب جھوٹے سچوں سے جدا کئے جاویں گے۔ اگر آج کوئی قوم اپنی وفاداری کے دعووں کو ثابت نہ کر سکی۔ تو ثابت ہو جائیگا۔ کہ پیچھے بھی وہ جسقدر دعوے کرتی رہی ہے۔ وہ صرف زبانی تھے۔ اور صرف منافقت کا نتیجہ تھے۔ خوب یاد رکھو۔ کہ

دوست آں باشد کہ گیرد دستِ دوست
در پریشاں حالی و درماندگی

مشکل اور ضرورت کے وقت جو شخص کام نہیں آتا۔ وہ کبھی اعتبار کے قابل نہیں۔ بلکہ وہ ایک ذلیل انسان ہے۔ جو انسان کہلانے کا بھی مستحق نہیں۔ بلکہ ایک جانور ہے جس کا مقصد کھانے پینے سے زیادہ نہیں ہے۔ پس اپنے دعووں کو آج اپنے اعمال سے ثابت کرو۔ اور ہر ایک ممکن ذریعہ سے گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کرو۔ مبارک ہے وہ انسان۔ جو آزمائش کے وقت پورا اترتا ہے۔ برطانیہ کا بہادر سپاہی اپنے ملک کی عظمت قائم رکھنے کے لئے تلوار پکڑ کر میدان جنگ میں جاتا ہے۔ وہ تاج برطانیہ کی حفاظت کے لئے اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتا۔ تم اسے یقین دلا دو۔ کہ وہ میدان جنگ میں اکیلا نہیں ہے۔ بلکہ کروڑوں انسانوں کے دل اُس کے ساتھ ان کی آنکھیں اُس کی کامیابی اور نجات کی طرف لگ رہی ہیں تاکہ وہ ٹھنڈے دل سے میدان جنگ میں جا سکے۔

اگر انگلستان اس جنگ میں حصہ لینے پر مجبور نہ ہوتا۔ تو ہمیں اس سے کوئی تعلق نہ تھا۔ کہ کون مرتا ہے یا کون جیتا ہے لیکن اب جبکہ انگلستان ہاں وہ انگلستان جس کی حکومت ہمارے لئے ایک الٰہی رحمت اور جس کی سلطنت ہمارے لئے ایک آسمانی برکت ہے۔ میدان جنگ میں نکلا ہے۔ تو ہماری شرافت ہماری انسانیت اور ہماری وفاداری اس بات کی مقتضی ہے۔ کہ اس جنگ میں اس کا ساتھ دیں۔ انگلستان کی تکلیف میں ہماری تکلیف ہے۔ اور انگلستان کی ناکامی ہماری ناکامی ہے۔ اور اُس کی کامیابی میں ہی ہمارا سکھ اور آرام ہے۔ پس اگر ایکطرف اپنے دعووں کے ثبوت اور گورنمنٹ کے احسانوں کے نیک بدلہ دینے کے لئے ہمیں گورنمنٹ کی ہر طرح مدد کرنی چاہیئے۔ تو دوسری طرف خود اپنی ترقی اور اپنی بہتری کے خیال سے بھی اس کا ہاتھ بٹانا چاہیئے۔ جو مصیبت کے دن گذر جائیں گے۔ اور ابتلاء کے ایام جاتے رہیں گے ہاں نیکوں کی نیکی اور بدوں کی بدی کی یاد رہ جائیگی۔ جو آج غداری اور بیوفائی کریگا۔ ہمیشہ کے لئے ہدف ملامت بنیگا۔ اور اپنے عمل سے اپنے جھوٹ اور نفاق پر گواہی دیگا۔

ہم احمدی جماعت کے ہر ایک فرد کو نصیحت کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے فرض کو نہ بھولیں۔ ان کے پرانے دعووں کی آزمائش کا وقت ابھی آیا ہے۔ ہر ایک جگہ اور ہر ایک امر میں گورنمنٹ پر ثابت کر دیں۔ کہ وہ اپنے دعووں میں کیسے سچے تھے۔ اور یہ کہ ان کے امام نے جو سبق ان کو دیا تھا۔ وہ انہیں کس عمدگی سے یاد ہے۔

"الفضل" گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کی تعلیم دینے کے لئے پہلے بھی لوگوں سے جنگ کر چکا ہے۔ اور اب بھی ہر ایک خدمت کے لئے تیار ہے گو ہمیں امید ہے کہ اب کے اسے خود اپنے ہی پرچوں کا مقابلہ نہیں کرنا پڑیگا ہم امید کرتے ہیں۔ کہ انشاء اللہ بہت جلد اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حکومت برطانیہ کے فوائد پر ایک سلسلہ مضامین لکھنے کے قابل ہونگے۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تصدیق المسیح

مسیح موعودؑ کی نبوۃ کا مسئلہ

"پیغام کی پیشانی۔ کذب کی نشانی"

پیغام والے مسیح موعود کی نبوت سے قطعی انکار کرتے ہیں

منکرانِ خلافت کے ارتداد از عقیدہ نبوت

مسیح موعود کی داستان بہت لمبی مگر نہایت دردناک ہے۔ آہ! یہ ہمارے بھائی جنھیں اب برادرانِ یوسف کہنا چاہیئے۔ ایک وقت تھا۔ کہ اپنے اخبار پیغام میں خدا کی قسم کھا کر یہ اعلان شایع کرتے تھے۔ (دیکھو پیغام نمبر ۲۴ صفحہ ۲ کالم ۳) کہ

"ہم حضرت مسیح موعود۔ مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی اور رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں"۔

یا اب یہ زمانہ ہے۔ کہ اس خدا کے مقدس نبی کو نبی کہنے والوں کو غلو کرنے والے۔ گمراہ اور تفرقہ انداز۔ مسیح کی تعلیم بگاڑنے والے پکارتے ہیں۔ آہ! اب یہ احسان فراموش مرشد کی گالیاں دینے والے بکتے ہیں۔ کہ **مسیح موعود ہرگز ہرگز نبی نہ تھے** اگر بھولے سے کہیں ظلی نبی لکھ بھی دیا ہے۔ تو اس ظلی کے معنے بھی ذرا سن لیجئے ۔

ظلی کے معنی پیغام والوں کے نزدیک

ملاحظہ ہو پیغام ۱۹۔ مئی ۱۹۱۷ء

"حاصل کلام یہ کہ حضرت صاحب ہرگز ہرگز نبی نہ تھے۔ اگر نبی تھے تو اسی طرح کے تھے۔ جسطرح کے کہ محدث ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی ہوتے ہیں۔ یا اسی طرح کے نبی تھے۔ جسطرح کے حضرت علی حضرت امام حسن۔ حضرت سلمان فارسی صحابی جزوی نبی ستھے۔ یا اسی طرح کے نبی تھے۔ جیسطرح کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللّٰہ عنہ ظلی اور بروزی نبی تھے۔ یا اسی طرح جسطرح کہ مریم علیہا السلام جبرائیل فرشتے کی معرفت خدا سے وحی اور مکالمہ اور مخاطبہ پاتی تھی" (پیغام ۱۹۔ مئی ۱۹۱۷ء)

اب فرمایئے۔ کہ اس کا نام ارتداد نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ پہلے یہ اس زمانہ کا نبی اور رسول مانتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر اعلان کرتے ہیں۔

(یاد رہے۔ کہ یہ اعلان ایڈیٹر کی طرف سے نہیں۔ بلکہ لکھا ہے ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے)۔ اب اسی کو اپنے ہی ہاتھوں سے لکھ رہے ہیں۔ کہ ہرگز ہرگز نبی نہ تھے۔ ہاں محدث تھے۔ اور اس کی مثال حضرت علی۔ امام حسن۔ حضرت سلمان۔ حضرت سید عبد القادر جیلانی سے دیتے ہیں۔ گویا ظلی نبی ان کے نزدیک صرف ایک محدث ہوتا ہے۔ اور محدث بھی جیسے امام حسن یا حضرت سلمان۔ مگر حضرت صاحب جو کچھ فرماتے ہیں۔ وہ بھی سُن لو۔ دیکھو ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۵۔

"اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالےٰ سے غیب کی خبریں پانیوالا نبی کا نام نہیں رکھتا۔ تو پھر بتلاؤ۔ کس نام سے اُس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے۔ تو میں کہتا ہوں۔ کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہارِ غیب نہیں ہے"۔

اب بتاؤ۔ کہ مسیح موعود کو ہم محدث کسطرح کہہ سکتے ہیں جبکہ محدث کے لئے اظہارِ غیب شرط نہیں۔ پھر سنو حضرت مسیح موعود کا ارشاد ہے۔ دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰ تا ۳۹۱۔

"جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں"۔

ذرا اس میں ہی اور دوسرے تمام لوگ مستحق نہیں۔ ان دو فقروں پر غور فرمایئے اور بتایئے۔ کہ اگر ظلی نبی کے صرف یہی معنے تھے۔ جو پیغام والے سمجھتے ہیں۔ تو پھر آپ نے یہ کیوں لکھا۔ کہ دوسرے تمام لوگ اس نام (نبی) کے مستحق نہیں۔ اور کیوں فرمایا

"مگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں۔ × × × × وہ نبی کہلانے کے مستحق ہوجاتے۔ تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہوجاتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا۔ تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے۔ کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ وہ پیشگوئی پوری ہوجائے"۔

اس عبارت میں **مصلحت** اور **احادیث صحیحہ** اور **ایک ہی** یہ الفاظ قابلِ غور ہیں۔ اور پھر اس کے ساتھ اپنا عقیدہ کہ مسیح موعود ہرگز ہرگز نبی نہیں۔ ملا کر پڑھو۔ اور تھوڑا سا شرما چھوڑو۔ کہ تم لوگ کیوں دیدہ دانستہ ضلالت کے گڑھے میں گر کر دوسروں کو بھی گرانے کی کوشش کر رہے ہو۔

اور ہمیں بالخصوصیت تم سے اس عقیدہ پر چنداں تعرض نہ ہوتا۔ کیونکہ لاکھوں اور غیر احمدی دنیا میں موجود ہیں۔ جو حضرت مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے۔ مگر غضب تو یہ ہے۔ کہ اب ایک ہفتے سے تم لوگوں نے پیغام کی پیشانی پر حضرت مسیح موعود کے اشعار کاٹ کر تاکہ کہیں غیر احمدی ہمیں پہنے سے الگ نہ سمجھنے لگ جائیں کیونکہ اس میں کفر کا لفظ بھی ہے۔ مسیح موعودؑ کی تحریروں کا غلط یا غلط فہمی میں ڈالنے والا اقتباس دینا شروع کیا ہے۔ جسکا جواب دینا از بس ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وباللّٰہ التوفیق۔

پہلا حوالہ پیغام والوں کا

پہلا حوالہ آسمانی فیصلہ طبع سوم کا صفحہ ۳ ہے۔ اور دوسرا اسی رسالہ کا صفحہ ۲۹۔ اور وہ یہ ہے:

۱۔ "میں نبوت کا مدعی نہیں۔ بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" آسمانی فیصلہ طبع سوم کا صفحہ ۳۔

۲۔ اے لوگو! اے مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو۔ دشمن قرآن نہ بنو۔ اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو۔ اور اُس خدا سے شرم کرو۔ جسکے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔ ایضاً صفحہ ۲۹

علی۔ اور وہ صاحب جو تجارت کا بقعہ چھوڑ کر میدانِ جنگ میں آئے تھے وہ بھی غور فرمائیں۔ کہ یہ صرف اعزازی لقب ہے۔ یا اس کے تحت میں کوئی حقیقت بھی ہے۔ تعجب ہے کہ خود ہی لکھتے ہیں۔ کثرت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے مسیح موعود مشرف تھے۔ اور پھر آپ کے نبی ہونے سے منکر ہیں۔ بتاؤ خدا اور نبی کہتے کس کو ہیں۔ دیکھو الوصیت۔

جبکہ مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت و کمیت کے رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے۔

اور اس میں کوئی کثافت و کمی باقی نہ ہو۔ اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوۃ کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر کل نبیوں کا اتفاق ہے

اب بتاؤ یہاں کوئی امتی غیر امتی کی بھی شرط ہے براہین حصہ پنجم میں آپ نے صاف

اس کا جواب

یہ رسالہ ۲۰۔ دسمبر ۱۹۰۱ء کا ہے۔ اور ہم حقیقۃ الوحی میں پڑھتے ہیں۔ کہ حضرت اقدس پر باوجود نزول وحی ایک ایسا وقت بھی گذرا۔ جب آپ اپنے آپکو نبی نہیں کہتے تھے۔ پس پہلے آپ ثابت کریں۔ کہ یہ ان دنوں کی تحریر نہیں۔ ہاں وہ حوالہ بھی سن لیجئے۔

"اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا۔ کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے۔ (یعنی اوائل میں میرا عقیدہ تھا۔ کہ میں نبی نہیں) اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ × × × مگر بعد میں خدا تعالےٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ (یہ نہیں فرمایا۔ صریح طور پر مجھے مسیح بن مریم سے فضیلت دیگئی) مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ { واضح ہو۔ کہ ایک پہلو سے امتی نبی ہونے میں کچھ خلل انداز نہیں۔ بلکہ اس کا صرف یہی مطلب ہے۔ جو حاشیہ میں بایں الفاظ حضور نے ظاہر کردیا ہے۔ تا معلوم ہو۔ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلعم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے }

دوسرا جواب

اگر اس تحریر سے آپکا یہ منشاء تھا۔ کہ میں ہرگز ہرگز نبی نہیں۔ تو پھر آپ نے دافع البلاء صفحہ ۵ پر اپنے آپ کو رسول اور اپنے مقام قادیان کو رسول کا تخت گاہ کیوں لکھا۔ اور اسکے ساتھ ظلی یا بروزی کوئی تشریح بھی نہیں۔ اور پھر حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۷ پر کیوں فرماتے ہیں:

"پھر کیونکر ممکن ہے۔ کہ اس عظیم الشان عذاب کے وقت میں جو آخری زمانہ کا عذاب ہے۔ اور تمام عالم پر محیط ہونے والا ہے۔ جس کی نسبت تمام نبیوں نے پیشگوئی کی تھی۔ خدا کی طرف سے رسول ظاہر نہ ہو۔ × × × پس وہی رسول مسیح موعود ہے"

کیا ان الفاظ کی کوئی تاویل ہو سکتی ہے۔ کیا اس میں کچھ شک رہ جاتا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب اپنے آپکو تمام نبیوں کا موعود رسول سمجھتے تھے۔ پس آسمانی فیصلہ کے الفاظ کے وہ معنے کرنے چاہئیں۔ جس سے دونوں قولوں میں توفیق ہو سکے۔ اور تناقض لازم نہ آئے۔ سو اس کی یہ صورت ہے۔ کہ جس نبوت سے آپ نے انکار فرمایا ہے۔ وہ تشریعی نبوت ہے یعنی آپ صاحب شرع نبی نہیں۔

چنانچہ میں اس کا ثبوت آسمانی فیصلہ ہی سے دیتا ہوں۔ اور پیغام والوں کی ایک اور خیانت کا کھلا کھلا ثبوت پیش کرتا ہوں

یہودیوں کی طرح کلام میں تحریف کرو

یہ تو ناظرین کو معلوم ہی ہو گا کہ اس سے پہلے ڈاکٹر بشارت احمد نے ایک حوالہ میں اپنی ایمانداری کا نمونہ دکھایا تھا۔ وہ یہ تھا۔ (دیکھو پیغام ۱۴۔ جولائی ۱۹۱۴ء) چنانچہ خود حضرت مسیح موعود بھی یہی فرماتے ہیں کہ

"کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے۔ کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن دیکھنا باقی ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی ایک نبی بھی آئیگا۔ جو آنحضرت صلعم کے بعد اس قول کو معاذ اللہ جھٹلائیگا۔ جو آپ نے بارہا فرمایا تھا۔ یعنی لا نبی بعدی۔" اھ!

حالانکہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۹ پر اصل عبارت یہ ہے:

"کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے۔ کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن بھی باقی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئیگا۔ کہ جو مستقل نبوت کی وجہ سے آپ کی ختم نبوت کی مہر کو توڑ دے گا۔ اور آپ کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی چھین لیگا۔ اور آپ کی پیروی سے نہیں بلکہ براہ راست مقام نبوت حاصل رکھتا ہوگا۔ اور اس کی عملی حالتیں شریعت محمدیہ کے مخالف ہونگی۔ اور قرآن شریف کی صریح مخالفت کرکے لوگوں کو فتنہ میں ڈالیگا۔ اور اسلام کی ہتک عزت کا موجب ہوگا۔ یقیناً سمجھو۔ کہ خدا ہرگز ایسا نہیں کریگا"

اب دیکھئے۔ بشارت احمد نے کیا مطلب نکالنا چاہا ہے۔ اور حضرت اقدس کیا فرماتے ہیں۔ حضرت اقدس تو شرعی اور براہ راست نبی

٭ تذکرۃ الشہادتین کے فارسی ترجمہ کے حاشیہ پر لا نبی بعدی کی یہ تشریح درج ہے۔ و آنچہ نا آشنایاں حقیقت بہ مغز سخن نا رسیدہ بر لفظ رسول و رسالت و نبی و نبوۃ اعتراض میکنند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء است و بمضمون حدیث لا نبی بعدی بعد ازاں حضرت نبی نتواند بود۔ ایشاں معنی ختم نبوت را اصلا نفہمیدہ اند چہ بعد جود و ذی الجود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کمال درجہ نبوت مختتم شدہ است نبوت آری تا روز قیامت غیر از امت و امتی بودن۔ آنحضرت ہیچ نبی صاحب شریعت جدیدہ نخواہد رسید۔

ہونے سے انکار فرماتے ہیں۔ اور آپ مطلق نبی ہونے کا۔

آسمانی فیصلہ کے اصل حوالہ میں تحریف

یہی حال آسمانی فیصلہ کے حوالہ کا ہے۔ پورا اصل حوالہ ملاحظہ ہو:

"مسلمانو! سوچ کر جواب دو۔ کہ کیا قرآن کریم میں کہیں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ کسی وقت کوئی حقیقی طور پر صلیبوں کو توڑنے والا اور ذمیوں کو قتل کرنیوالا اور قتل خنزیر کا نیا حکم لانیوالا اور قرآن کریم کے بعض احکام کو منسوخ کرنے والا ظہور کریگا۔ اور آیت الیوم اکملت لکم دینکم اور آیت حتی یعطوا الجزیۃ عن ید اسوقت منسوخ ہو جائیگی۔ اور نئی وحی قرآنی وحی پر خط نسخ کھینچ دے گی۔ اے لوگو! اے مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو! دشمن قرآن نہ بنو۔ اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو۔ اور اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔"

اب انصاف کرو۔ کہ اس تمام عبارت کا (جو اپنے مطلب کو خوب واضح کر رہی ہے) ایک حصہ چھاپ کر لوگوں کو دھوکہ دینا کہاں کی ایمانداری ہے۔ کیا اس میں صاف نہیں لکھا کہ وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو۔ اور کیا نئے سلسلہ کی تشریح آپنے نہیں فرما دی۔ کہ قرآن کریم کے بعض احکام کو منسوخ کرنے والا۔ اور قرآنی وحی پر خط نسخ کھینچنے والی۔ پس بتاؤ۔ کہ اس حوالہ کے پیشانی پر چھاپنے سے تم لوگوں کا سوائے اس کے اور کیا مطلب ہے کہ لوگ مسیح موعود کی نبوت کے مسئلہ میں۔ دھوکہ کھا جائیں۔ اور وہ آپ کو نبی نہ مانیں حالانکہ جو مسیح موعود ہے۔ اس کے لئے نبی اللہ ہونا بطور لازم ملزوم ہے۔

تیسرا حوالہ

تیسرا حوالہ پیغام کا ان الفاظ میں ہے:

"میں سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلعم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی۔ اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔" صفحہ ۲۸۔ مرتبہ میر قاسم علی دہلوی منقول از مسیح موعود

اس کا جواب

اس عبارت سے آپنے جو غلط فہمی ڈالنی چاہی ہے۔ اس کا ازالہ اوپر کے جوابوں سے بخوبی ہو سکتا ہے کیونکہ صاف ظاہر ہے۔ کہ آپ کا منشاء

دوسرے مدعی نبوت و رسالت" اور "وحی رسالت کے انکار سے تشریعی نبوۃ اور اس قسم کی وحی کے انکار کا ہے۔ جو براہ راست بدون اتباع و افاضہ حضرت نبی کریمؐ کسی پر نازل ہو۔ چنانچہ اس پر لفظ "دوسرے" شاہد ہے۔ اور دوم آنحضرت صلعم کا حوالہ۔ کیونکہ آپ کے بعد وحی بدون افاضہ جناب عالی نہیں آسکتی باقی نفس وحی میں کوئی فرق مابین اس وحی مسیح موعود اور ان وحیوں میں نہیں۔ جو اگلے انبیاء پر ہوتی رہیں۔ چنانچہ آپ ایک غلطی کا ازالہ میں فرماتے ہیں۔

"پس میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں۔ کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں۔ تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ اور جبکہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں۔ تو میں کیونکر رد کر دوں۔ یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے۔ جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے۔ کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔ اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں۔ ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں۔ جو مجھے معلوم ہوئی۔ جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے۔ اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں۔ کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ وہ اسی خدا کا کلام ہے۔ جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی۔ اور آسمان نے بھی دو طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی۔ کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں۔ مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرور تھا۔ کہ انکار بھی کیا جاتا۔ اس لئے جن کے دلوں پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے"۔

حضرت اقدس کی اس تحریر کو غور سے پڑھو۔

(۱) کیا آپ نے اپنی وحی کو بلحاظ نفس وحی انبیاء و رسل کی وحی کے برابر قرار دیا ہے یا نہیں۔

(۲) کیا آپ اپنے آپ کو نبی قرار دیتے ہیں۔ یا نہیں۔

کوئی سعید الفطرت اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ پس اس حوالہ کے جو پیغام نے دین الحق صفحہ ۲۲ سے دیا ہے اور جو دراصل اشتہار مورخہ ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء سے لیا گیا ہے۔ وہی معنے لینے چاہئیں جو دوسری صریح عبارتوں کے منافی نہ ہوں اور وہ یہ کہ آپ کی مراد انکار از دعویٰ نبوت و رسالت سے وہ دعویٰ ہے۔ جو بدون اقرار اتباع خاتم النبیین کیا جائے۔ یا جس میں صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ ہو۔

چوتھا حوالہ

پیغام کا چوتھا حوالہ ان الفاظ میں ہے۔ "میں مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا میں کرتا ہوں۔ کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں۔ اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو۔ اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔" دین الحق یا ہمارا مذہب صفحہ ۲۹ منقول از مسیح موعود م۔

جواب

میں نے بہت سوچا۔ کہ اس حوالہ کے چھاپنے سے پیغام والوں کا کیا منشاء ہے۔ سوا اس کے کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ وہ غیر احمدیوں کو دکھانا چاہتے ہیں کہ ہم تمہارے بھائی ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود پر اعتراض کرنے میں تمہارے ہمنوا ہیں۔ ورنہ ختم نبوت یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے سے تو ہمیں بھی انکار نہیں۔ بلکہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے الفاظ بیعت میں حضور انور کا خاتم الانبیاء ماننا داخل ہے۔ البتہ معنوں میں غیر احمدیوں سے ضرور اختلاف ہے۔ وہ یہ کہ ہم ختم نبوت کے یہ معنے نہیں سمجھتے۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد سلسلہ وحی والہام بند ہو چکا ہے۔ جیسا کہ عام غیر احمدی سمجھتے ہیں۔ یا جیسا کہ اب پیغام والے اپنا عقیدہ بنا بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہم تو خاتم الانبیاء یا ختم نبوت کے وہی معنے سمجھیں گے جو خود حضرت اقدس تا یوم الوصال فرماتے رہے ہیں۔ دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷، ۲۸۔

"اس لئے قدرت کی تجلیات کا پورا اور کامل حصہ اس کو ملا اور وہ خاتم الانبیاء بنے۔ مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملیگا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے۔ جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔ اور اس کی ہمت اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا۔ اور ان پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی اصل جڑھ ہے۔ بند رہنا گوارا نہیں کیا۔ ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا۔ کہ فیض وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے۔ اور جو شخص امتی نہ ہو۔ اس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو۔ سو خدا نے ان معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔"

دیکھو۔ اس میں خاتم الانبیاء ہونے کا لازمی نشان آپ نے ٹھہرایا۔ کہ اس کے فیض سے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ جاری ہو۔ اور یہ کہ اس کی مہر سے نبوت ملے۔ ہاں اس کے ساتھ امتی ہونا لازمی ہے۔ یہ نہیں فرمایا۔ کہ آنحضرت کے فیض اور مہر سے جو نبوت ملیگی۔ وہ ناقص یا غیر حقیقی بمعنے بناوٹی و جعلی یا نمائشی ہوگی۔ اور نہ خاتم الانبیاء کے یہ معنے بتائے ہیں۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی قطعی طور پر نہیں ہو سکتا۔ اور سلسلہ وحی ہی بند ہے۔

پھر دیکھو۔ الاستفتاء۔ اس میں آپ نے خود یہ سوال قائم کیا ہے۔ جو پیغام والے غیر احمدیوں کے دلوں میں مستحکم کرنا چاہتے ہیں۔ و ھو ھذا۔

"وان قال قائل کیف یکون نبی من ھذہ الامۃ وقد ختم اللہ علی النبوۃ"

اور اگر کوئی کہے۔ کہ اس امت میں نبی کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ اللہ نے نبوت پر مہر لگا دی۔ تو آپ اس کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"اللہ عز وجل ما سمّی ھذا الرجل نبیا الا لاثبات کمال نبوۃ سیدنا خیر البریۃ فان ثبوت کمال النبی لا یتحقق الا بثبوت کمال الامۃ ومن دون ذالک ادعاء محض لا دلیل علیہ عند اھل الفطنۃ ولا معنی لختم النبوۃ علی فرد من غیر ان تختتم کمالات النبوۃ علی ذالک الفرد ومن الکمالات العظمیٰ کمال النبی فی الافاضۃ وھو لا یثبت من غیر نموذج یوجد فی الامۃ"

اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے۔

"اللہ تعالیٰ اس شخص (مسیح موعود) کا نام نبی اسلئے

رکھا ہے۔ کہ ہمارے سیدنا خیر البریہ کا کمال ظاہر ہو کیونکہ نبی کا کمال اُمت کے کمال ہی سے ظاہر ہو سکتا ہے۔ بغیر اس کے سب ادعا ہی ادعا ہے جس کا داناؤں کے نزدیک کوئی ثبوت نہ ہو۔

اور کسی فرد پر ختم نبوت کے یہی معنی ہیں۔ کہ اس پر نبوت کے کمالات ختم ہو گئے ہیں۔ اور سب سے بڑا کمال تو یہ ہے۔ کہ اس نبی کا فیض جاری ہو (یعنی اس کے فیض سے نبی بنیں) اور وہ فیض ثابت نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس کا نمونہ نہ پایا جائے یعنی کم از کم ایک نبی تو ہو۔

دیکھو حضرت اقدس خاتم الانبیاء یا ختم نبوت کے وہ معنے نہیں کرتے جو پیغام والے ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ بلکہ آپ تو کھلے کھلے لفظوں میں بڑے زور سے فرما رہے ہیں۔ کہ ختم نبوۃ کے معنی کمالات نبوت کے ختم کرنے کے ہیں۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ اس خاتم الانبیاء کے فیض سے نبی پیدا ہوں۔ پھر آپ نے یہ بھی بتا دیا۔ کہ میں شریعت نہیں لایا۔ بلکہ میری نبوت سے کثرت مکالمہ و مخاطبہ مراد ہے۔ اور یہی باتفاق سب نبیوں کے نبوت کی تعریف ہے۔ (دیکھو الوصیۃ)

تمام باتوں کا ایک ہی جواب

آخر میں ہم یہ بھی بتا دیتے ہیں۔ کہ جتنی تحریریں پیغام والے پیش کر رہے ہیں۔ یہ سنہ ۱۹۰۱ء کی ہیں۔ اور سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی۔ اور اگر ان تحریروں میں سے کسی تحریر یا تقریر سے یہ وہم ہو سکتا ہے۔ کہ آپ نے اپنی نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ تو ہم سنہ ۱۹۰۱ء کا اشتہار ایک غلطی کا ازالہ پیش کرتے ہیں۔ جس میں آپ فرماتے ہیں۔

"اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے۔ کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانیوالا نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا"

دیکھو صاف لفظوں میں نبوت کا اقرار ہے۔ نبی و رسول ہونے پر اصرار ہے۔ ہاں انکار ہے تو صرف لانیوالا ہونے سے۔ اور اس سے کہ براہ راست بدوں افاضہ خاتم الانبیاء نبی ہونے سے اور یہ ہمیں بھی مسلم ہے۔ امید ہے۔ اب کوئی شبہ باقی نہیں رہیگا۔ اور پیغام کے مخادع میں کوئی سعید الفطرۃ حق طلب۔ حق جو۔ نہیں آئیگا۔

جنگ یورپ

انگریزی تباہ کن کشتیوں کا بیڑا ساحل جرمن پر ایک جرمن کروزر سے دوچار ہوا۔ طرفین سے گولہ باری ہوئی۔ مگر تباہ کن کشتیاں زد سے بچ کر نکل گئیں۔

گورنمنٹ بلغاریہ نے بلغاری افسروں کو اجازت دیدی ہے۔ کہ اگر وہ چاہیں۔ تو فوج میں بھرتی ہو جائیں۔

جاپان نے ریاستہائے متحدہ سے درخواست کی ہے۔ کہ بشرط ضرورت برلن کے جاپانی سفارتخانہ کا چارج لے لے۔

لنڈن ۱۹۔ اگست۔ بلجیم اور جرمن سپاہ میں وسیع رقبہ تک شدت کی جنگ ہو رہی ہے۔ اکثر لوگ بھاگ کر ٹراؤنٹ میں آ رہے ہیں۔

لنڈن ۱۸۔ اگست۔ سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ لیج کے قلعے ہنوز مسخر نہیں ہوئے۔

فرانسیسی کمانڈر انچیف نے تار دیا ہے۔ کہ وہ وادئ وانگیس کے بڑے حصہ پر قابض ہے۔ الساس کی گھاٹیوں پر سار برگ کے جنوب میں دشمن نے بھاری توپخانہ کے ساتھ قلعہ بندیاں قائم کر رکھی تھیں۔ مگر کل سہ پہر کو فرانسیسیوں نے انہیں شکست دی اور آج رسالہ ان کا تعاقب کر رہا ہے۔ گذشتہ چند روز میں فرنچ توپخانہ نے ہر مقام پر دشمن کے چھکے چھڑا دیئے۔

وزیر خارجہ اٹلی نے جرمن اور آسٹروی سفراء سے ظاہر کیا۔ کہ اتحاد ثلاثہ کے رو سے اٹلی بے تعلق رہنے میں حق بجانب ہے۔

جاپان کے الٹی میٹم سے چین کے سرکاری حلقوں میں سنسنی سی پھیل گئی ہے۔ چین اب اپنے دست بازو سے کیاؤچاؤ پر دوبارہ قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

بلجیم کا شاہی خاندان ماسوائے بادشاہ کے جو میدان جنگ میں فوج کے ہمراہ ہے۔ نیز گورنمنٹ کا کچھ حصہ اور سفارتخانہ برسلز میں چلے گئے ہیں۔ دشمن کے فوری حملہ کے اندیشہ سے برسلز کی حفاظت کیلئے دمدمے وغیرہ تعمیر کئے جا رہے ہیں۔

گورنر ٹریسٹ نے برطانوی حملہ کے اندیشہ سے حکم دیا ہے۔ کہ بنک کا تمام روپیہ وائنا کو بھیج دیا جائے۔

لنڈن ۱۷۔ اگست۔ سرکاری محکمہ اخبارات نے اعلان کیا ہے کہ بیرونی کارروائی کے لئے مجوزہ فوجی مہم (ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ) سرزمین فرانس میں حفاظت کے ساتھ اتار دی گئی ہے۔ فوج اور ذخائر نہایت خود احتیاط کے ساتھ جہازوں پر چڑھائے اور اتارے گئے۔ اور کسی قسم کا حادثہ پیش نہ آیا۔ اعلیٰ کمانڈر اور اہل انگلستان ملکی اخبارات کی وفاداری کے نہایت مشکور ہیں۔ کہ انہوں نے اس فوجی مہم کی نقل و حرکت کے متعلق اپنے کالموں میں مطلق کسی قسم کا ذکر نہ کیا۔ سپاہ کے بولون فرانس پہنچنے سے گہرا اثر پڑا۔ کئی صدیوں کے بعد یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ ایک برٹش کمانڈر نے دوستانہ حیثیت سے بولون میں قدم رکھا ہو۔ جنرل فرنچ پریذیڈنٹ پوانکارے کی خدمت میں پیرس تشریف لے گئے۔ جہاں وزیر داخلہ نے بحیثیت قائمقام گورنمنٹ انگریزی سفیر اور اکثر دیگر سربرآوردہ اشخاص نے ان کا استقبال کیا۔ جنرل فرنچ پریذیڈنٹ سے ملاقات کر کے اپنی مہم کے پاس واپس آ گئے۔

فرانسیسیوں نے منہم کو (جو جنوبی الساس کا ایک اہم جنکشن سٹیشن ہے) قبضہ کر لیا۔ جس پر باشندوں نے عظیم جوش کا اظہار کیا۔

۱۸۔ اگست۔ سرویوں نے شابانز کے قریب آسٹریوں کو شکست دی۔ اور ان کی تین رجمنٹوں کو تباہ کر دینے کے علاوہ ۱۴ توپیں اور سامان جنگ کی کثیر مقدار سرویوں کے ہاتھ آئی۔ سرویا دشمن کا تعاقب کر رہے ہیں۔

پیرس میں خبر پہنچی ہے۔ کہ ولیعہد جرمنی جو رسالہ کے اول ڈویژن سے متعلق تھے۔ زخمی ہو گئے۔ اور ایلا شپیل کے ہسپتال میں ہیں قیصر جرمنی بھی وہاں تشریف لے گئے ہیں۔

جرمن گذشتہ چند روز سے بلجیم میں اپنی اگلی صفوں کے سامنے مورچہ بندی کر رہی ہے۔

جرمن سفیر نے دو روز ہوئے۔ بلجیم کو توجہ دلائی۔ کہ وہ اب بھی جرمن پیشقدمی میں روڑے اٹکانے سے باز آ جائے مگر اس میں ناکامی ہوئی۔ اتحادی اب پوری طاقت کے ساتھ میدان جنگ میں اترے ہیں۔ زار اور زارینہ بیگم ماسکو کے گرجا میں دعا

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا نور الدین کی قلمی شہادت

مرزا یعقوب بیگ۔ شیخ رحمت اللہ۔ سید محمد حسین

مولوی محمد علی صاحبان خطرناک مخالف ہیں

مُنکرانِ خلافت پر اتمام حجّۃ

منکرین خلافت کے سرغنوں کا جو طرز عمل اپنے ماننے ہوئے مہدی اور خلیفہ سے تھا؟ حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کی تحریر کے عکس سے ظاہر ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ جو اب پاک ممبر کہلاتے ہیں۔ آپکو نہ صرف تحریراً بلکہ زبانی بھی بہت دکھ دیتے رہتے اور آپ کی خطرناک مخالفت کرتے مولوی محمد علی صاحب چونکہ قادیان میں رہتے تھے۔ اسلئے وہ خود ذرا پیچھے پیچھے رہتے۔ اور ان کو اکسایا کرتے۔ جیسا کہ اس وقت انکے سردار بن جانے سے ظاہر ہے۔ کہ پس پردہ دراصل آپ ہی کا وجود تھا۔ اس خط کو پڑھ کر اب کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ خطرناک مخالف ہونے کا الزام جھوٹا ہے۔ یا کسی نے حضرت مولانا خلیفۃ المسیح کو غلط فہمی میں ڈال دیا تھا کیونکہ آپنے لکھا ہے۔ میرے سامنے اور تحریراً ان لوگوں نے خطرناک مخالفت کی ہے۔ پس سلسلہ کے غیور حضرات کو ایسے خطرناک عنصر سے علیحدہ ہو جاویں۔ یہ خط شیخ یعقوب علی صاحب کے نام جو ان دنوں ہجو گڑھ میں تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے انکو اس شہود ہی فتنہ کے مقابلہ کے لئے قادیان بلایا ۔

نقل مطابق اصل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

۱۔ سردار صاحب کو میری طرف سے سلام کہدیں۔ انکے بچوں کی خیریت پوچھ لیں۔

۲۔ آپ اس علاقہ کا ذکر کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے کیا عمدہ نمونہ دکھایا۔ کہ لوگوں کے دل تعریف کرنے۔

کیا قادیان کی حالت قابل رحم نہیں۔ کیا یہاں سے آپ فارغ ہو گئے کہ وہاں کا فکر ہوا۔ اوّل خویشاں بعدہٗ درویشاں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حالت ناگفتہ بہ ہے۔

ایک برائے نام مسلمان ایڈیٹر نے مجھے بلا واسطہ کہا کہ اس وقت ضرورت ہے۔ کوئی شخص مردم شماری میں مسلمان لکھوا دے۔ چاہے کلمہ بھی نہ پڑھے۔

۳۔ للہ دنی اللہ و باللہ وعظ کرنیوالے کہاں ہیں۔ بات کریں تو تنخواہ کا سوال پہلے پیدا ہوتا ہے۔

۴۔ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب علیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو جلد صحت بخشے مخلص ہیں

۵۔ جہاں علماء، فقراء، امرا اور کالجیٹ نوجوان ہی اسلام کو ایک غیر ضروری چیز یقین کریں وہاں ان بیچاروں کا کیا قصور خیال کیا جاوے۔ نور الدین ۲۳ رمضان شریف

یہاں خطرناک مخالف صاحبان مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر اور شیخ رحمت اللہ صاحب تو میرے سامنے اور سید محمد حسین صاحب تحریراً اور مولوی محمد علی صاحب سنتا ہوں گو ابھی میرے پاس ثبوت کے لئے کوئی ذریعہ نہیں ہے فانا للہ وانا الیہ راجعون

یہاں خطرناک مخالفت کا جلوہ ہے مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر اور شیخ صاحب شیخ رحمت اللہ صاحب تو میرے سامنے اور سید محمد حسین صاحب نے تحریراً اور مولوی محمد علی صاحب سے سنتا ہوں۔ گو ابھی میرے پاس ثبوت کے لئے کوئی ذریعہ نہیں کی ہے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ نیز مولوی عبد اللہ صاحب تیماپور سے تشریف لائے ہیں۔ ان کا کھلا دعویٰ ہے کہ قدرت ثانیہ میں ہوں۔ اور ذریت سے حضرت مسیح کے جس نے ہونا تھا وہ میں ہوں اور بڑے بڑے دعاوی ساتھ ہیں۔ جنے کو سُنا ہے۔ کہتے ہیں۔ مجھے کہا گیا ہے۔ انت اللہ۔ انت أدفع من محمد وغیرہ وغیرہ۔ میرے نزدیک ان کو جنون ہے، واللہ العلم الکریم۔ ادہر ڈاکٹر عبد الحکیم اس بعوث کا منتظر ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ وہو حسبی ونعم الوکیل۔ یہ فقرات صرف اس لئے لکھے ہیں کہ آپ کو اپنے گڈھ کے مسلمانوں کا فکر ہے۔ اور مجھے سلسلہ احمدیہ کے مسلمانوں کا۔ والا مجھے یقین ہے کہ آپنے آجتک میری اس رائے کی قدر نہیں کی۔ الحکم کو ترقی دو اور اس کا فکر کرو۔ تو اور کیا کہوں۔ والسلام

نور الدین

۲۳ - رمضان شریف